سعودی عرب کے شاہی خاندان میں

تین افراد کا اختلاف
اور
ظہور امام مہدی

شیخ ابوداود الحسامی حفظہ اللہ

اردو ترجمہ و پیش لفظ

زین العابدین

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

پیش لفظ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

آل سعود کی حکومت حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے ایک نشانی کے طور پر احادیث و روایات میں مذکور ہے، بہت سی روایات کا مصداق علمائے کرام آل سعود کی حکومت کو سمجھتے ہیں اور یہ کہ یہ روبہ زوال ہے اور اس کا کلی خاتمہ حضرت امام مہدی کی بیعت خلافت پر ہی ہو گا ان شاء اللہ۔

آل سعود کی تاریخ اگرچہ اٹھارہویں صدی سے شروع ہوتی ہے جب 1744ء میں "درعیہ" میں ان کی پہلی حکومت کی بنیاد پڑی، یہ حکومت محمد بن سعود بن مقرن نے قائم کی تھی اور اس کی مشروط حمایت شیخ محمد بن عبد الوہابؒ نے بھی کی تھی۔ ان کے ساتھ کیا گیا معاہدہ "میثاقِ درعیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حکومت تقریباً 70 سال تک چلتی رہی، اس کا خاتمہ 1818 میں مصری حاکم محمد علی پاشا اور ان کے بیٹے ابراہیم پاشا کی قیادت میں عثمانی فوجوں کے ہاتھوں ہوا۔ اس کے محض چھ سال بعد ترکی بن عبد اللہ بن محمد آل سعود نے دوبارہ نجد کا کنٹرول سنبھال لیا، اس بار انہوں نے درعیہ کی بجائے "ریاض" کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ یہ آل سعود کی دوسری حکومت تھی، لیکن اس مرتبہ یہ حکومت شاہی خاندان کے داخلی اختلافات کی وجہ سے ختم ہو گئی۔

بیسویں صدی کے اوائل میں اس خاندان میں عبد العزیز بن عبد الرحمن آل سعود سامنے آئے، اپنے باپ دادا کی وراثت حاصل کرنے کے لئے انہیں اہم برطانوی جاسوس مستشرق (St John Philby) "جان

فیلبی" یا الشیخ عبد اللہ کی حمایت میسر ہوئی، جس نے مشرقِ وسطیٰ (خصوصاً جزیرۃ العرب، شام اور عراق) سے عثمانی خلافت کے خاتمے میں اہم ادا کردار ادا کیا۔ اس کا مشن آل سعود سے تعلق استوار کر کے اُسے خلافت عثمانیہ کے خلاف عرب انقلاب کے نام پر بغاوت پیدا کرنے اور برطانوی مفادات کے لیے استعمال کرنا تھا۔ ۱۹۱۷ء میں ریاض چلا گیا جہاں برطانوی نمائندے کی حیثیت سے پہلی بار عبد العزیز بن عبد الرحمٰن آل سعود سے ملاقات ہوئی اور وفات تک وہیں رہا۔ جان فلبی نے ابن سعود کو اپنا اس قدر گرویدہ بنا لیا کہ وہ اس کی نجی اور گھریلو محفلوں کا بھی حصہ بن گیا، اور اس کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتا تھا بلکہ امور خارجہ کا غیر رسمی مشیر تھا۔ ۱۹۳۰ء میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ ۱۹۳۸ء میں تیل کی دریافت کے بعد "آرامکو کمپنی" کی تاسیس میں بنیادی کردار ادا کیا۔

۱۹۲۰ء میں عبد العزیز نے اپنے پچیس ساتھیوں کی مدد سے نجد کے صدر مقام ریاض پر قبضہ کیا اور اس کے بعد آگے بڑھتے ہوئے ۱۹۲۶ء میں ابن سعود نے حجاز پر قبضہ کر کے بادشاہ بننے کا اعلان کیا۔ عبد العزیز کی فوج کوئی منظم فورس نہیں تھی بلکہ مختلف صحرائی قبائل نے اس کا ساتھ دیا تھا، انہیں توحید کے نام پر اکٹھا کیا گیا، اس لشکر کو "إخوان من أطاع اللہ" کا نام دیا گیا۔

بن سعود اور برطانیہ کے درمیان کویت میں ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء کو ایک معاہدہ طے پایا۔ اس پر سلطان عبد العزیز بن سعود اور برطانوی نمائندہ بی زیڈ کاکس کے دستخط ہیں۔ معاہدے میں برطانیہ نے سعودیوں کے مقبوضہ تمام علاقوں جو اس وقت مملکت حجاز و نجد کہلاتے تھے پر عبد العزیز بن عبد الرحمن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ ۱۹۳۲ء میں برطانیہ کی ایما پر مملکت حجاز و نجد کا نام تبدیل کر کے مملکت سعودی عرب رکھ دیا گیا۔ (اس معاہدے کے دفعات معروف ہیں)

شیطانی صدی

آل سعود کی حکومت خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے ساتھ ہی وجود میں آئی، اور اب تک موجود ہے، عالمِ اسلام کے قلب (حجازِ مقدس) میں قائم اس حکومت کے بانیوں نے خلافت کے خاتمے میں اہم کردار ادا کیا، یوں یہ امت کے سر سے خلافت کا سایہ ختم کرنے کا ذریعہ بن گئے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نجد سے نکلنے والے اس خاندان کی حکومت کا دور لگ بھگ ۱۰۰ سال تک رہے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا. قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَفِي نَجْدِنَا؟ فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ. (بخاري ٧٠٩٤)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ دعا مانگی: اے اللہ! ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اور ہمارے نجد میں بھی (برکت کی دعا فرمائیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: اے اللہ! ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ صحابہ نے عرض کیا ہمارے نجد میں بھی (برکت کی دعا فرمائیں) یہ بات تین مرتبہ ہوئی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے، اور یہاں سے قرن الشیطان طلوع ہوگا۔[1]

---

(1) نجد جزیرۃ العرب کا وسطی خطہ ہے۔ یمامہ کے حدود سے لے کر مدینہ تک کا علاقہ اس میں شامل ہے۔ مسیلمہ کذاب اور اس کے قبیلے بنو حنیفہ کا تعلق بھی نجد سے تھا۔ موجودہ سعودی دارالحکومت "ریاض" بھی نجد ہی کے خطے میں واقع ہے، اور اسی خطے سے یہ نکلے ہیں۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ ایک دوسری روایت میں اس علاقے کو اونٹ چرانے والوں اور ربیعہ و مضر

قرن عربی میں سینگ کو بھی کہتے ہیں، اور صدی کو بھی کہتے ہیں، قرآن مجید میں یہ "قوم" کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اگرچہ حدیث کے کئی شارحین نے اس کا ترجمہ "سینگ" سے کیا ہے اور اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ چونکہ دجال مشرق سے نکلے گا، اور نجد بھی حجاز کے مشرق میں ہے، اس لئے دجال کو حدیث میں شیطانی سینگ کہا گیا ہے۔

لیکن بہ ظاہر اس کا ترجمہ "صدی" درست معلوم ہوتا ہے، کیونکہ دجال مشرق میں خراسان سے نکلے گا جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ لہذا قرن الشیطان کا معنیٰ ہوا "شیطانی صدی" یعنی نجد کے علاقے میں بننے والی حکومت سے ایک ایسی صدی کا آغاز ہوگا جس میں شیطانی طاقتوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع ملے گا۔ اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے نجد کے لئے وہ دعا نہیں فرمائی جو شام و یمن کے لئے مانگی۔ آل سعود بھی نجد سے اٹھے، خلافت عثمانیہ، شریف حسین اور آل رشید سے علاقے چھین کر برطانیہ و مغرب کے ساتھ ساز باز

قبیلوں کا علاقہ بتایا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ سعودی نجد ہے نہ کہ عراقی نجد جیسا کہ بعض حضرات اسے عراقی نجد سمجھتے ہیں۔

أَشَارَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ بيَدِهِ نَحْوَ اليَمَنِ فَقالَ الإيمَانُ يَمَانٍ هَا هُنَا، أَلَا إنَّ القَسْوَةَ وغِلَظَ القُلُوبِ في الفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الإبِلِ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ في رَبِيعَةَ، ومُضَر. (بخاري ۳۳۰۲ ، مسلم ۵۱)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے یمن کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا: ایمانی تو یمنی ہے، یہاں کا۔ یقینا سختی اور سنگدلی اونٹوں کے چرواہوں میں ہوتی ہے، اونٹوں کے دُموں کے پاس، جہاں ربیعہ اور مضر میں شیطان کے دو سینگ نکلیں گے۔"

آل سعود وائل بن ربیعہ کی شاخ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتے ہیں، جن کا مقام نجد ہے۔ قبیلوں کا نام فتنے کے گڑھ کو متعین کرنے کے لئے ذکر کیا گیا، ورنہ فی نفسہ کوئی قبیلہ اچھا یا برا نہیں ہوتا۔

کر کے جزیرۃ العرب پر قابض ہوئے، اور توحید و خدمتِ حرمین شریفین کے نام پر مسلم ممالک میں تقدس کا روپ دھارا۔

یمن والوں کی جلاوطنی اور یمنیوں سے جنگ

آل سعود ہی تھے جنھوں نے یمنیوں کو جلاوطن کر دیا تھا، اور اس پر حدیث کی پیشین گوئی پوری ہو چکی ہے کہ ان کے خاندان کا ایک بادشاہ اہلِ یمن کو نکال باہر کرے گا، شاہ فہد کے دور میں یمن والوں کو سعودی عرب سے نکال دیا گیا تھا۔ نیز 2015 میں شاہ عبد اللہ کے انتقال کے بعد سعودی اتحاد نے یمن پر حملہ کیا جس پر دونوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی جو تاحال جاری ہے، اور یوں ایک ہی روایت میں بیان کی گئی یہ دوسری پیشن گوئی بھی پوری ہو چکی ہے، اس کے بعد امام مہدی کے ظہور کی خبر دی گئی ہے جو عنقریب ہونے والا ہے۔

شاہ فہد بن عبد العزیز ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۵ء تک سعودیہ کے حکمران تھے، جب عراق نے کویت پر حملہ کر دیا تو سارے عرب ممالک نے صدام حسین کی عراقی حکومت کے خلاف اتحاد کر لیا، لیکن یمن کا جھکاؤ عراق کی جانب تھا، جس کی وجہ سے یمن اور دیگر خلیجی ریاستوں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہوگئے، خصوصا خلیج کی جنگ کے موقع پر یمن نے کھل کر اپنا وزن عرب اتحاد کے مخالف پلڑے میں ڈال دیا۔ یمن کی اسی خارجہ پالیسی کے ردعمل میں سعودی عرب نے اپنے ہاں سے بڑی تعداد میں (تقریبا دس لاکھ) یمنی شہریوں کو نکال دیا، اور یوں پوری اسلامی تاریخ میں یہ یمنیوں کی جلاوطنی کا یہ پہلا واقعہ تھا جو گزشتہ صدی کے اواخر میں آل سعود کے ہاتھوں رونما ہوا۔[2]

---

(2) قَالَ الْوَلِيدُ: يَلِي الْمَهْدِيُّ فَيَظْهَرُ عَدْلُهُ، ثُمَّ يَمُوتُ، ثُمَّ يَلِي بَعْدَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ مَنْ يَعْدِلُ، ثُمَّ

بیت اللہ کی بے حرمتی اور مہدویت کا مدعی

آلِ سعود کا ہی دور تھا جب جہیمان نامی شخص اور اس کے ساتھیوں نے ۱۹۷۹ میں حرم مکی پر قبضہ کیا، اور

يَلِي مِنْهُمْ مَنْ يَجُورُ وَيُسِيءُ، حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَيُجْلِي الْيَمَنَ إِلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ يَسِيرُونَ إِلَيْهِ فَيَقْتُلُونَهُ وَيُوَلُّونَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدٌ ، وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: إِنَّهُ مِنَ الْيَمَنِ عَلَى يَدِ ذَلِكَ الْيَمَانِيِّ تَكُونُ الْمَلَاحِمُ. (رواه نعيم بن حماد في كتاب الفتن، رقم: ١١٨٥)

اس روایت میں پہلے شخص جنہیں مہدی کہا گیا وہ آلِ سعود کی پہلی حکومت کے دوسرے امیر عبد العزیز بن محمد بن سعود ہیں، یہ توحید پھیلانے والے اور شیخ محمد بن عبد الوہابؒ کے ساتھی تھے۔ حسین بن ابی بکر بن غنام نے "تاریخ ابن غنام" میں اور بن جنید جیسے علما نے لکھا ہے کہ یہ عبد العزیز اپنے زمانے کے مہدی تھے۔ آپ کو یہی لقب عطا ہونا اتفاق نہیں تھا بلکہ حدیث کی ایک پیش گوئی تھی جو پوری ہوئی۔

آپ کے بعد آپ کے خاندان میں نیک و بد دونوں قسم کے حکمران آئے، یہاں تک کہ سعودی حکمران شاہ فہد بن عبد العزیز کا دور آ گیا، جس نے اپنے ہاں سے بڑی تعداد میں (تقریباً دس لاکھ) یمنی شہریوں کو نکال دیا۔

دوسری طرف سعودی عرب نے ۲۰۱۵ء میں یمن پر جنگ مسلط کی اور حوثی ملیشیاؤں کے خلاف کارروائی شروع کی، جس پر روایت میں کی گئی دوسری پیش گوئی بھی پوری ہو گئی کہ یمن کے لوگ جلاوطنی کے بعد اُس شخص کی طرف جا کر اُس سے لڑیں گے۔ ۲۰۱۵ء سے شروع ہونے والی اس جنگ میں ہزاروں افراد لقمۂ اجل بنے ہیں، اور لاکھوں دربدر اور بے روزگار ہیں۔ لیکن ان حالات کا اختتام جلد ہونے والا ہے جب یمنی اپنا حاکم "محمد" نامی ایک شخصیت کو بنائیں گے۔ امام مہدی کا نام محمد ہو گا اور آپ کا تعلق بھی یمن سے ہو گا اور خونریز جنگیں آپ ہی کے دور میں ہوں گی۔

ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر میں نے یہ زمانہ پالیا تو میں اہلِ یمن کے ساتھ ہوں گا، کیونکہ غلبہ انہیں ملے گا۔ إِنْ أَدْرَكْتُ ذَاكَ كُنْتُ مَعَ أَهْلِ الْيَمَنِ وَلَهُمُ الْغَلَبَةُ (الفتن ١١٦٨)

ایک شخص "محمد بن عبد اللہ قحطانی" کی اس دعوے کے ساتھ بیعت کی کہ یہ امام مہدی ہیں۔ جس کے بعد مسجد حرام میں بدترین خونریزی ہوئی اور حرم خود اہلِ حرم کے ہاتھوں حلال ہوا۔ اس بارے میں متعدد روایات موجود ہیں جو اس سانحے کے بارے میں وضاحت کے ساتھ پیشن گوئی کرتی ہیں۔[3]

---

(3) قالَ رسولُ الله ﷺ: يُبايَع لِرَجُلٍ ما بين الركن والمقام ولَنْ يَّستَحِلَّ البيتَ إلا أهلُه فإذا استَحَلُّوه فلا يُسأَلْ عن هَلَكَةِ العَرَبِ ثم تَأْتِيْ الحبشةُ فيُخَرِّبونَه خَرَابًا لَا يُعَمَّر بَعْدَه أَبَدًا وهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَه. (رواه أحمد ٧٨٩٧/٢،وابن حبان ٢٣٩/١٥ والحاكم ٤٩٩/٤ وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ٢٩٨/٣:في الصحيح بعضه رواة أحمد ورجاله ثقات.)

ترجمہ: ایک شخص کی حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی، اور بیت اللہ کی بے حرمتی کو بیت اللہ کے اہل ہی پامال کریں گے۔ چنانچہ جب وہ اسے پامال کریں گے تب عربوں کی ہلاکت کا نہ پوچھا جائے۔ اس کے بعد حبشی آئیں گے اور اسے ایسا ویران کریں گے جس کے بعد یہ کبھی آباد نہیں ہوسکے گا اور یہی وہ لوگ ہوں گے جو اس کے خزانے کو نکالیں گے۔

اس روایت کا واضح مصداق جہیمان اور اس کے ساتھی بن سکتے ہیں جنھوں نے بین الرکن والمقام ایک شخص کی بیعت کی، جس کے بعد سعودی حکومت اور ان کے ساتھیوں کے درمیان لڑائی ہوئی اور بیت اللہ کی بے حرمتی ہوئی، جن میں تین گروہ شریک تھے، پہلا گروہ آل سعود کی فورسز کا تھا، دوسرا ان کے حامی علماء تھے جنہوں نے ان کو حرم میں لڑائی کے جواز کا فتویٰ دیا، اور تیسرا گروہ خود جہیمان کے ساتھیوں کا تھا۔ بے حرمتی کرنے والے یہ تینوں "اہلِ حرم" ہی تھے۔

عن أرطاة قال بَلَغَنِيْ أَنَّ المَهْدِيَّ يَعِيْشُ أَرْبَعِيْنَ عَامًا ثُمَّ يَمُوْتُ عَلٰى فِرَاشِه ثُمَّ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ مَثْقُوْبَ الأُذُنَيْنِ عَلىٰ سِيْرَةِ المَهْدِيّ بَقَاءُه عِشْرِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ قَتْلًا بِالسِّلَاحِ ثُمَّ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيّ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْدِيٌّ حَسَنُ السِّيْرَةِ يَفْتَحُ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ و هُوَ آخِرُ أَمِيْرٍ مِّنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّم ثُمَّ يَخْرُجُ فِيْ زَمَانِه الدَّجَّالُ و يَنْزِلُ فِيْ زَمَانِه عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. (رواه نعيم بن حماد في كتاب الفتن، رقم: ١٢١٤)

پہلے مہدی سے مراد عبدالعزیز بن محمد بن سعود ہیں جو سعودیہ کی پہلی سلطنت کے دوسرے حکمران تھے، جن کا تذکرہ پیچھے گزر چکا۔ آپ کی حکومت ۱۱۷۹ھ سے لے کر ۱۲۱۸ھ تک یعنی ۳۹ سال تک رہی (تقریباً چالیس سال تک حکومت کی) ایک عراقی شیعہ نے آپ کو مسجد میں دورانِ نماز مارا جس کی وجہ سے آپ زخمی ہوئے اور اپنے بستر پر انتقال کر گئے۔

آپ کے بعد قحطانی کے ظہور کی خبر دی گئی ہے، جن کے کانوں میں سوراخ ہوں گے۔ یہ محمد بن عبداللہ القحطانی تھے جو جہیمان کے بہنوئی تھے جنہوں نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور جنہیں سعودی حکومت نے قتل کر دیا تھا، البتہ ان کی عمر 24 سال تھی، (احادیث میں 20 کا عدد شاید عربوں کے عرف کے مطابق مذکور ہے کہ عرب کسور کو حذف کر دیتے تھے، اور مرکزی عدد (round figure) ذکر کرتے ہیں۔ اس واقعے کے بعد حضرت امام مہدی کا ظہور ہو گا جو قیصر کا شہر یعنی قسطنطنیہ فتح کریں گے، انہی کے زمانے میں دجال کا خروج ہو گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔

کتاب الفتن کی ایک روایت سے حرم کے اس واقعے کی مزید وضاحت ہوتی ہے:

سَيَعوذُ بِمكةَ عائذٌ فَيُقتَلُ ثُمَّ يَمكثُ النَّاسُ بُرهَةً من دَهرِهِمْ ثُمَّ يَعوذُ عائذٌ اٰخرُ فإِنْ أَدرَكته فلَا تَغزُوَنَّه فإِنَّه جَيشُ الخَسفِ. (رواه نعيم بن حماد في كتاب الفتن)

"مکہ میں ایک شخص پناہ لے گا، تو اسے قتل کر دیا جائے گا، پھر لوگ ایک عرصہ انتظار کریں گے اس کے بعد ایک اور شخص پناہ لے گا، اگر تم نے وہ زمانہ پالیا تو اس سے لڑائی نہ کرنا کیونکہ اس سے لڑنے والا لشکر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔"

پناہ پکڑنے والا پہلا شخص محمد بن عبداللہ قحطانی تھا جسے قتل کر دیا گیا۔ فَيُقتَلُ سے معلوم ہوا کہ یہ پہلا عائذ فوراً قتل کر دیا جائے گا کیونکہ عوذ (پناہ) کے بعد قتل سے پہلے حرفِ "ف" آیا ہے، جو کسی چیز کے متصلاً بعد میں آنے کو ظاہر کرتا ہے، اور قحطانی کے معاملے میں یہی ہوا کہ اسے تین دن بعد ہی قتل کر دیا گیا، جبکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو اصلاً "عائذ" تھے ہی نہیں انہیں حجاز میں دس سال تک حکومت کرنے کے بعد حجاج نے شہید کر دیا تھا، اس لیے وہ اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد کے الفاظ ثُمَّ يَمكُثُ النَّاسُ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ تک لوگ ٹھہر کر انتظار کریں گے، اور

بنو عباس یا بنو فلان

اہلِ سنہ کی کتابوں میں بنو عباس کے نام سے بہت سی روایات ایسی ہیں جو آل سعود پر منطبق ہوتی نظر آتی ہیں، جو بہ ظاہر راوی کی تعبیر ہے، جس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے بنو امیہ کا دور الملك العاضّ گمان کیا، بنو عباس کے دور کو الملك الجبري سمجھا، جس کے بعد قیامِ خلافت کی نوید سنائی گئی ہے، حالانکہ بنو عباس کو گزرے سینکڑوں سال ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد عثمانی خلافت کو بھی سو سال پورے ہونے والے ہیں، اور امت مسلمہ جبر و ظلم کے کٹھن دور سے گزر رہی ہے۔ (نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الفتن" میں حضرت امام مہدی سے پہلے "بنو عباس" کے زوال کے بارے میں متعدد روایات ذکر کی ہیں، جن میں اکثر روایات آل سعود پر منطبق ہوتی نظر آتی ہیں۔)

جبکہ اہلِ تشیع کی کتابوں میں اس قسم کی روایات "بنو فلان" کے نام سے منقول ہیں (ان میں بہت سی

اس لفظ سے یہ اشارہ بھی ہوتا ہے کہ یہ انتظار ایک پسندیدہ معاملے (ظہور امام مہدی) کے بارے میں ہو گا۔

برهة من دهرهم کا مطلب یہ ہے کہ عائذِ اوّل کو دیکھنے والوں پر ہی یہ مدت گزرے گی اور اور یہی لوگ انتظار کر کے عائذِ ثانی یعنی امام مہدی علیہ السلام کو پائیں گے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دونوں واقعات ایک ہی نسل کے لوگوں کے سامنے پیش آئیں گے، اور امام مہدی کو پانے والے اکثر یا بعض وہی ہوں گے جو پہلے والے حادثے کے وقت موجود تھے، ایسے لوگوں کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ جب وہ وہ دوسرے پناہ پکڑنے والے کا زمانہ پائیں تو اس شخصیت سے نہ لڑیں کیونکہ ان سے لڑنے والی فوج کو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسائیں گے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ وہ فوج جسے زمین میں غرق کیا جائے گا، امام مہدی کے مخالف فوج ہو گی، جس کی روایات صحیحین میں موجود ہیں۔

روایات لفظاً یا معنیً مشترک ہیں، اور یہاں پر انہیں صرف "استیناس" کے لیے ذکر کیا گیا ہے) مثلاً بحار الأنوار میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے کہ جو شخص مجھے "عبد اللہ" کی وفات کی ضمانت دے گا تو میں اسے خلافت قائم کرنے والے یعنی امام مہدی کے قیام کی ضمانت دوں گا، کیونکہ اس کی وفات کے بعد جلد ہی امام کا ظہور ہوگا، اگر دوسرے بادشاہ آ بھی گئے تو ان کی مدت لمبی نہیں ہوگی۔[4]

---

(4) مّنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَوتَ عَبدِ الله أَضْمَنْ لَهُ القَائِمَ ثُمَّ قَال: إِذَا مَاتَ عبدُ الله لَمْ يَجتَمِعِ النَّاسُ بعدَه علىٰ أَحَدٍ، و لَمْ يَتَنَاه هٰذَا الأَمْرُ دُونَ صَاحِبِكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، و يَذْهَبُ مَلِكُ السِّنِينَ وَ يَصِيرُ مَلِكُ الشُّهُورِ وَ الأَيَّامِ فَقُلْتُ يَطُولُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: كَلَّا! (البحار)

ایک روایت میں ان کے باہمی اختلاف کا بھی ذکر ہے۔

و عن الإمام الباقر قال: ثُمَّ يَملِكُ بَنُوْ فُلَانٍ فَلَا يَزَالُوْنَ فِيْ عُنْفُوَانٍ مِّنَ المُلْكِ و غَضَارَةٍ مِّنَ العَيشِ حَتّىٰ يَخْتَلِفُوا فِيْمَا بَينَهُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفُوا ذَهَبَ مُلكُهُمْ. (بحار الأنوار)

آل سعود کا اختلاف

شاہ عبد اللہ کی وفات سے شاہی خاندان کے اختلافات کا آغاز ہو گیا، شاہ عبد اللہ نے اپنی زندگی میں "بیعت کونسل" قائم کی تھی، جس کا ایک مقصد اپنے بیٹے کی بادشاہی کے لیے راستہ ہموار کرنا تھا، بادشاہ بننے پر "سعودی نیشنل گارڈ" کی قیادت اپنے بیٹے متعب کو سونپ دی، جو سربراہ کی حیثیت سے اس وقت سلطنت کے طاقتور ترین فرد تھے۔ لیکن محمد بن سلمان کے ولی عہد بنتے ہی کرپشن کے خلاف مہم کے نام پر انہیں گرفتار کیا۔

۲۰۱۵ء میں شاہ سلمان نے پہلے محمد بن نائف کو نائب ولی عہد کو نائب ولی عہد پھر ولی عہد اور اپنے بیٹے محمد بن سلمان کو نائب ولی عہد بنایا۔ پھر جلد ہی محمد بن نائف کو معزول کر کے اپنے بیٹے محمد بن سلمان کو ولی عہد نامزد کیا، جو ناتجربہ کار اور خود سر ہے، جس کی وجہ سے شاہی خاندان میں بھی اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا، مزید بر آں آزاد خیالی پر مبنی متنازعہ فیصلوں نے اسے عالمِ اسلام سے دور کر کے عالمِ مغرب اور اسرائیل کے قریب کر دیا، اختیارات ہاتھ میں لے کر خاندان میں سرکردہ افراد کو کنارے لگانا شروع کر دیا، جس نے شاہی خاندان کے اختلافات مزید بڑھا دئے۔

یوں اب تین افراد سعودی تخت کے امیدوار بن کر سامنے آچکے ہیں:

(۱)۔ محمد بن نائف جو ولی عہد کے ایک مضبوط امیدوار تھے انہیں بھی ایک طرف کر دیا گیا۔

(۲)۔ متعب بن عبد اللہ جو سابقہ بادشاہ کے بیٹے اور سعودی نیشنل گارڈ کے سربراہ رہ چکے تھے۔

(۳)۔ محمد بن سلمان جو موجودہ ولی عہد ہیں، جنہیں شاہ سلمان نے دو افراد کو بائی پاس کر کے ولی عہد بنایا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے خزانے پر تین افراد کی لڑائی کی پیشین گوئی کی گئی

ہے، جبکہ ایک دوسری روایت میں عِنْدَ دَارِكُمْ کے الفاظ ہیں۔ اگرچہ اس روایت میں یہ صراحت نہیں ہے کہ ان تین افراد کا تعلق کون سے ملک سے ہوگا یا یہ اختلاف کہاں پیش آئے گا، لیکن دوسری روایات یہ متعین کردیتے ہیں کہ یہ اختلاف حجاز پر قابض خاندان (آل سعود) میں ہوگا۔ کیونکہ امام مہدی کا ظہور یہیں پر ہوگا اور آپ کے ظہور کے سب سے بڑے مخالف یہی ہوں گے۔

خزانے سے مراد پٹرول کا خزانہ ہے، جو اس وقت پوری دنیا کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اور سعودی عرب اس کا بڑا درآمدی ملک ہے۔ دوسری روایت جس میں عِنْدَ دَارِكُمْ کے الفاظ ہیں، ممکنہ طور پر اس سے "کعبہ" ہے۔ یعنی مسجدِ حرام جس سے اسلام کا ایک اہم رکن حج متعلق ہے یہیں پر واقع ہے، حج کے موقع پر پورے عالمِ اسلام سے لاکھوں افراد مکہ آتے ہیں جو ایک طرف سعودی عرب کے زرِ مبادلہ میں اضافے کا ذریعہ ہیں تو دوسری جانب عالمِ اسلام میں سعودی عرب کو ایک مضبوط حیثیت عطا کرتے ہیں۔

تیل کی دولت اور حرمین کا وجود ایسے خزانے ہیں جن کے باعث آل سعود کو عالمِ اسلام میں سیاسی، معاشی اور دینی ہر طرح کی برتری حاصل ہے۔ ان دونوں پر کنٹرول اسی کا ہوگا جس کے قبضے میں اقتدار ہوگا، اس لیے تین افراد کی لڑائی اقتدار کی لڑائی ہوگا۔ اسی وجہ سے ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: لَا يَصِيْرُ المُلْكُ إلىٰ وَاحِدٍ مِّنْهُم یعنی اس لڑائی کے نتیجے میں حکومت اور اقتدار کسی کو نہیں ملے گا کہ اس دوران کالے جھنڈے آئیں گے اور یہاں پر فتنہ پھیلا کر قتل عام کریں گے۔

آل سعود کا یہ اختلاف سامنے آچکا ہے، جو حدیث اس بارے میں مروی ہے اس میں "اقتتال" کے الفاظ ہیں جن کا ایک مفہوم "مسلح لڑائی" کا لیا جاتا ہے، اور چونکہ ابھی تک یہ مسلح شکل اختیار نہیں کرچکی ہے اس لیے بہت سے حضرات کا گمان ہے کہ "اقتتال" کا یہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوا، اگرچہ وہ اس روایت کا مصداق آل

سعود ہی کو سمجھتے ہیں، لیکن وہ اس انتظار میں ہیں کہ آگے یہ اختلاف مزید آگے بڑھے اور باقاعدہ ایک جنگ کی صورت اختیار کرے۔

شیخ ابو داود الحسامی حفظہ اللہ یمن کے ایک جیّد عالم دین ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر وسیع علم عطا فرمایا ہے، ان کا ایک مقالہ پیشِ خدمت ہے، جس میں انہوں نے "اقتتال" کا مفہوم واضح کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ جس حد تک حدیث کا وعدہ تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ اگر لڑائی مزید آگے بڑھ کر مسلح جنگ کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو بہت اچھا اور اگر یہیں پر بات رک کر "کالے جھنڈوں" کی جزیرۃ العرب آمد ہو جاتی ہے جیسا کہ اسی روایت میں پیش گوئی کی گئی ہے تو بھی کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیئے۔

اقتتالِ ثلثہ

از شیخ ابوداود الحسامی حفظہ اللہ تعالیٰ

جس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین افراد کی لڑائی کا ذکر کیا ہے کیا وہ لڑائی گزر چکی ہے یا ابھی تک ہم اس کے انتظار میں ہیں؟

جب محمد بن نائف کو معزول کر دیا گیا تو ہمیں (سعودی حکومت کے تین ستونوں میں سے) تیسرے ستون کا انتظار تھا کہ جس پر لڑائی کی چکی گھومنے والی تھی۔ اس کے بعد متعب بن شاہ عبد اللہ کو گرفتار کر لیا گیا تو دوسرا قطب بھی گر گیا، تب ہم دوسرے تین افراد کے بارے میں پوچھنے لگے جن کے بیچ لڑائی ہو، اور ان مذکورہ تین کے درمیان کی لڑائی کو ہم نے قابل ذکر نہیں سمجھا۔

کیا شاہی خاندان کے ان تین افراد کے درمیان لڑائی کی جنگ کو اقتتال کہا جا سکتا ہے؟ یا ابھی تک کم تر درجے میں بھی اس پر اقتتال کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا؟

جب محمد بن نائف کو معزول کر دیا گیا پھر انہیں نظر بند کر دیا گیا اور پھر گرفتار کر دیا گیا، کیا یہ اقتتال نہیں ہے؟

کیا جدہ کے شاہی محل "قصر السلام" میں محمد بن سلمان پر ہونے والا حملہ، جس میں ایک گارڈ زخمی ہوا اور حملہ آور مارا گیا اور یہ اطلاعات بھی تھیں کہ محمد بن سلمان بھی زخمی ہو گیا ہے، اس کے بعد متعب بن عبد اللہ کو

کام سے روک دیا گیا اور اسے اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور اس کے اوپر کرپشن، چوری کے الزامات لگائے گئے اور نظر بند کرکے اس سے تفتیش کی گئی، لیکن اس نے تفتیش کاروں سے کوئی تعاون نہیں کیا جس کی وجہ سے اسے زد و کوب کیا گیا یہاں تک کہ ہسپتال لے جایا گیا، کیا یہ واقعات اقتتال کا کوئی ادنیٰ مصداق بھی نہیں بن سکتے؟

حالانکہ ہر ایک نے یہ کوشش کی کہ اپنی پوری تدبیر کرے اور اس کے لیے کوئی حیلہ، اثر رسوخ، مال و دولت یا عوامی رائے عامہ استعمال کرے۔

اقتتال کا مفہوم کیا ہے؟

بیہقی نے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ

ليس القتال من القتل بسبيل فَقَدْ يَحِلُّ قِتَالُ الرَّجُلِ وَلَا يَحِلُّ قَتْلُه... أھ. (فتح الباري، ۱/۷۶)

یعنی قتال، قتل فی سبیل اللہ نہیں ہے، کیونکہ کبھی ایک شخص کے ساتھ قتال جائز ہوتا ہے لیکن اس کا قتل حلال نہیں ہوتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ اقتتال کے لیے قتل ضروری نہیں ہے (قتال اور ایک اقتتال ایک ہی معنی میں استعمال ہوتا ہے) پس جس نے حدیث میں مذکور لفظِ اقتتال بین الامراء سے قتل، خون بہانے اور اعضاء کے کٹ جانے کا معنی سمجھا تو اقتتال کا لفظ ان شرائط کی کوئی تائید نہیں کرتا۔

کبھی قتل واقع ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں، لہذا اس کی شرط لگانا منتفی ہے۔ پس اقتتال کی ادنی حد ہاتھوں، لاٹھیوں، رسیوں اور جوتوں کی لڑائی میں بھی صادق آسکتا ہے۔

امام بخاری نے ایک روایت نقل کی ہے:

روى البخاري عن أنس قال : قيل للنبي صلى الله عليه وسلم، لو أتيت عبد الله بن أبي؟ فانطلق إليه نبي الله صلى الله عليه وسلم وركب حمارًا، وانطلق المسلمون يمشون، وهي أرض سبخة، فلما انطلق إليه النبي صلى الله عليه وسلم قال: إليك عني، فو الله لقد آذاني ريح حمارك فقال رجل من الأنصار: والله لحمار رسول الله أطيب ريحا منك. قال: فغضب لعبد الله رجال من قومه، فغضب لكل واحد منهما أصحابه، قال: فكان بينهم ضرب بالجريد والأيدي والنعال، فبلغنا أنه أنزلت فيهم {وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا}. (رواه البخاري)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو کہا گیا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابیّ کے پاس جائیں (تو بہتر ہو گا) تو نبی ﷺ اس کی طرف چلے گئے، اور آپ گدھے پر سوار ہو گئے، اور مسلمان بھی چلنے لگے، یہ دلدلی زمین تھی، جب نبی ﷺ اس کی طرف چلے گئے تو اس نے کہا "مجھ سے دور ہو جا، اللہ کی قسم مجھے تمہارے گدھے کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے" تو ایک انصاری نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ کا گدھا تمہاری بدبو سے زیادہ اچھی بو والا ہے۔ اس پر عبد اللہ بن ابیّ کے ساتھی غضبناک ہوئے، اور دونوں جانب

سے ہر ایک کے حامی غیظ و غضب میں آ گئے۔ تو ان کے درمیان لاٹھیوں، ہاتھوں اور جوتوں کے ذریعے لڑائی ہوئی، ہمیں یہ بات پہنچی کہ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لاٹھیوں، ہاتھوں اور جوتوں کی لڑائی کو بھی اقتتال کہا جاسکتا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

قال النبي صلى الله عليه وسلم إذا صلى أحدكم إلى شيء يستره من الناس فأراد أحد أن يجتاز بين يديه فليدفعه فإن أبى فليقاتله فإنما هو شيطان. (رواه البخاري ومسلم)

"جب تم میں سے کوئی شخص ایسے سترے کی طرف نماز پڑھے جو اسے لوگوں (کی طرف متوجہ ہونے) سے بچائے، پھر کوئی شخص اس کے اور سترے کے درمیان حائل ہونا چاہے تو اسے دفع کرے، اور اگر وہ پھر بھی نہ ہٹے تو اس کے ساتھ جنگ کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔"

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ایسے نمازی پر اسلحہ یا اس طرح کی کسی چیز کے ساتھ جنگ کرنا لازم نہیں ہے، جس سے وہ ہلاک ہو جائے۔ (شرح النووي على مسلم)

اس لیے لفظِ اقتتال جو اس حدیث میں مذکور ہے:

يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلاَثَةٌ ، كُلُّهُمْ ابْنُ خَلِيفَةٍ، ثُمَّ لاَ يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ (رواه ابن ماجه)

اوپر مذکور تفصیل کے مطابق واقع ہو چکا ہے، اور پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے۔

پھر یہ بھی قابلِ غور ہے کہ اس لڑائی کا مقصد سعودی نظامِ حکومت کا سقوط تھا، جس کا کنٹرول بہت سوں کے خیال میں ابھی تک اتنا مضبوط ہے کہ اس کے زوال کا تصور بھی مشکل ہے۔(حالانکہ یہ زوال کے کنارے پر ہے اور داخلی لحاظ سے بہت کمزور ہے)

﴿مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا﴾ [الحشر : 2]

سعودی نظامِ حکومت کا کنٹرول چند بنیادی چیزوں پر ہے۔

(۱)۔ یہ نظام چند ایسے افراد کے ہاتھوں میں ہے، جو حکومت کے تمام بنیادی جوڑوں (انفراسٹرکچر) پر قابض ہیں، اور تمام اہم مناصب وعہدے انہی کے پاس ہیں۔

(۲)۔ دین اور حرمین شریفین کے منبروں کو اپنی حکومت کے جواز کے لیے مختلف طریقوں سے استعمال کرنا۔ بلکہ شاہی نظام کے حامی علماء تو قریب ہے کہ انہیں عصمت کا لباس پہنائیں، کہ جو جو کام یہ لوگ کر رہے ہیں وہ سب دین کی مصلحت کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ علماء جو معاشرے کی اصلاح و بیداری کا کام کر رہے ہیں وہ بھی سلطنت کے مدار میں ہیں اور اس سے نکلتے نہیں ہیں۔

(۳)۔ تیل کی بے مثال دولت جو سعودی عرب کے مختلف علاقوں سے بہت بڑی مقدار میں نکل رہا ہے۔

(۴)۔ میڈیا کا سارا نظام ان کے قبضے میں ہے جن کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے طرزِ حکومت کو مثالی دکھانا اور اس کے کئے گئے تمام فیصلوں کو سندِ جواز عطا کرنا تاکہ عوام کے دلوں میں ان کی محبت پیوست ہو جائے۔

لہذا رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد میں کہ

يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلاَثَةٌ ، كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ، ثُمَّ لاَ يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ. (رواه ابن ماجه)

اقتتال سے مقصود ان کی قوت وشوکت کا خاتمہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾ [الأنفال : 46]

تینوں شخصیتوں کی باہمی لڑائی سے ان کی قوت اور عسکری طاقت، وفاداریوں کی تبدیلی اور اختلاف کی وجہ سے ختم ہو جائے گی۔

ان تینوں افراد کے باہمی جھگڑے کی وجہ سے دین کا وہ نقاب بھی اتر جائے گا جس سے انہوں نے اپنا سیاہ چہرہ ڈھانپ کر رکھا ہے۔

ان علمائے کرام کی تائید وحمایت بھی یہ کھو بیٹھیں گے جن کو انہوں نے جیلوں میں ٹھونس رکھا ہے۔

غرض اس شاہی نظام کی مضبوطی کے اُن تمام اسباب کا سقوط بھی ہو جائے گا جو اس نظام کی خوبصورتی اور آرائش کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔

آل سعود کے سقوط کے اس مرحلے کے عشر عشیر تک بھی وہ تمام اسلامی جماعتیں نہیں پہنچ سکتیں جو دہائیوں اس کے لیے جدوجہد کرتی رہی ہیں جس مرحلے تک اسے باہمی لڑائی نے پہنچا دیا ہے، اگر چہ یہ ایک دوسرے کے مدد گار کیوں نہ ہوں۔

ما يصنع الأعداء في جاهل ... ما يصنع الجاهل في نفسه

یہ ایک ایسی نشانی ہے جو ہم سب کے سامنے ہے لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ﴾ (یوسف ۱۰۵)

اگر یہ لڑائی مزید آگے بڑھتی ہے تو بہت بہتر ہے اور یہی ہماری تمنا ہے، لیکن اگر بات یہیں تک رکتی ہے تو پھر بھی کوئی اشکال نہیں ہے کیوں کہ حدیث صادق آچکی ہے اور پیشن گوئی پوری ہو چکی ہے۔ اپنے ہاتھوں خود یہ اپنا گھر ویران کر چکے ہیں اب مومنین کے ہاتھوں ویران کر دینے کی باری ہے۔

﴿يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحشر : 2]

بس اب ہم دوسری نشانی کے انتظار میں ہیں اور وہ ہے مشرق سے آنے والے کالے جھنڈوں کی لڑائی۔

پہلی نشانی سے ہم آگے بڑھ چکے ہیں۔ اس خزانے کا معنی و مطلب بھی ہم نے بیان کر دیا ہے جو اس جھگڑے کی بنیاد بنے گا۔

ایک بار پھر ہم یہ بات دہرا دیتے ہیں کہ اگر لڑائی آگے بڑھتی ہے تو یہ اور اچھا ہو گا اور ہم اس کی تمنا کرتے ہیں، لیکن اگر یہاں تک بات رک گئی اور کالے جھنڈے آگئے تو "امام مہدی کے انصار" مکہ کی جانب امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کے لیے گروہ در گروہ اور الگ الگ اڑ اڑ کر مکہ کی جانب چل دیں گے۔

لہذا ہم اپنے بھائیوں کو خبر دار کرتے ہیں کہ کوئی شبہ انہیں بیٹھنے نہ دے۔

کوئی شخص یہ بھی نہ کہے کہ تین افراد کے درمیان لڑائی ابھی تک نہیں ہوئی کیونکہ آنکھوں والوں کے لیے صبح طلوع ہو چکی ہے۔

وَلَا تَنْتَظِرْ بِالسَّيْرِ رِفْقَةَ قَاعِدٍ وَدَعْهُ فَإِنّ الشّوْقَ يَكْفِيك حَامِلَا

وَحَيّ عَلَى جَنّاتِ عَدْنٍ فَإِنّهَا مَنَازِلُكَ الْأُولَى بِهَا كُنْتَ نَازِلَا

(چلتے رہنے میں بیٹھے ہوئے ساتھیوں کے اٹھنے کا انتظار نہ کرو، منزل کا شوق ہی قدم اٹھانے کے لیے کافی ہونا چاہیئے۔ اور یہ رہے جنتِ عدن کے باغات، یہ آپ کی ابتدائی منزل ہے جہاں آپ نے جانا ہے۔)

واللہ أعلم.